تاثرات

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے ۷۶ سال کی عمر پاکر ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کو امریکہ کے ایک ہسپتال میں وفات پائی۔ ۲۵ ستمبر کو ان کی میت لاہور لائی گئی اور ۲۶ ستمبر کو ان کی اقامت گاہ اچھرہ میں انھیں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء مطابق ۳ رجب ۱۳۲۱ھ کو سابق ریاست حیدر آباد کے شہر اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ تحریری زندگی کا آغاز جمعیۃ علمائے ہند کے ترجمان اخبار "الجمعیۃ" (دہلی) سے کیا جو اس زمانے میں ایک ہفتہ وار جریدہ تھا۔ اسی دوران اسلام میں جہاد کے موضوع سے متعلق مضامین کا سلسلہ شروع کیا۔ پھر یہی مضامین ضروری حک و اضافے کے بعد "الجہاد فی الاسلام" کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوئے۔ "الجمعیۃ" سے علیحدگی کے بعد وہ حیدر آباد چلے گئے، جہاں بعض عنوانات پر کچھ کتابیں سپردِ قلم کیں۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم اپنے عہد کی معروف شخصیت تھے۔ تصنیف و تالیف اور تحریر و تقریر میں مرحوم نے بڑی شہرت پائی اور سیاسی اور اسلامی اعتبار سے ہنگامہ خیز زندگی بسر کی۔ متحدہ ہندوستان میں جب آزادیِ وطن اور قیامِ پاکستان کی تحریک کا غلغلہ بلند تھا، "مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش" کے عنوان سے اپنے ماہنامہ "ترجمان القرآن" میں زوردار مقالے لکھے اور اس زمانے کی سیاسی جماعتوں پر بھرپور تنقید کی اور ان کے تمام پہلوؤں کا کھل کر تجزیہ کیا۔ یہ مقالے بعد میں کتابی صورت میں شائع کیے گئے۔

۲۵ اگست ۱۹۴۱ء کو لاہور میں جماعت اسلامی قائم کی اور اس کے امیر مقرر ہوئے۔ اس جماعت نے ملکی سیاسیات میں (بالخصوص قیامِ پاکستان کے بعد) اہم کردار ادا کیا اور بعض سیاسی مسائل وغیرہ میں نمایاں طور سے حصہ لیا۔

مولانا مودودی نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں اور مختلف عنوانات کو جو ان کے نزدیک

خاص اہمیت کے حامل تھے، ہدفِ فکر ٹھہرایا۔ ان کا اندازِ تحریر اور اسلوب بیان چوں کہ بڑا موثر اور عام فہم تھا، اس لیے ان کی تصنیفات کے دائروں نے بے حد وسعت اختیار کی اور کئی زبانوں میں اُن کے ترجمے شائع ہوئے۔ بالخصوص نوجوان طبقے کو ان کی تحریروں نے فکری اعتبار سے بہت متاثر کیا۔

مولانا مرحوم اپنے عصر کی صاحبِ عزیمت اور متحرک شخصیت تھے۔ ان کا اصل موضوع پاکستان میں اسلامی نظامِ حیات کا احیا اور نفاذ تھا۔ اس کے لیے انھوں نے بہت تگ و تاز کی اور اپنے مخاطبین کو ایک خاص ذہن اور اسلوبِ فکر عطا کیا۔ وہ ان مختلف دینی و مذہبی جماعتوں کے ۳۱ علما میں بھی شامل تھے، جنھوں نے اسلامی دستور کی تنفیذ کے لیے بائیس ۲۲ نکات مرتب کر کے حکومت کو پیش کیے تھے، اور یہ اس دور کی بہت بڑی اسلامی خدمت تھی۔

اسلامی دستور کے نفاذ و اجرا کے لیے کہنا چاہیے کہ مرحوم نے اپنی زندگی وقف کر دی تھی اور ان کی تمام تصنیفات میں یہی جذبہ ہر مقام پر ابھرا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کے لیے انھوں نے بڑی قربانیاں دیں، کئی مرتبہ جیل گئے اور طویل عرصے تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ تحریکِ ختمِ نبوت کے زمانے میں جن حضرات کو پھانسی کی سزا سنائی گئی تھی، ان میں مولانا مرحوم کا نامِ نامی بھی شامل تھا۔

اپنی عظیم خدمات کے باوجود بعض علمی اور سیاسی حلقوں میں ان کی شخصیت متنازع فیہ رہی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ مختلف مواقع پر موقع و محل کی مناسبت سے از راہِ اخلاص وہ اپنے فقہی اور سیاسی افکار بدلتے رہتے تھے۔ بسا اوقات اس سلسلے میں اپنے زورِ بیان کے بل پر حدودِ اعتدال سے آگے بھی نکل جاتے تھے۔ چنانچہ اسی بنا پر بعض اوقات ان کے افکار و تصورات سے اہلِ علم اور اصحابِ فکر نے بھرپور اختلاف بھی کیا اور ان کے نقطۂ نظر پر تنقید بھی کی۔!

بہر حال مولانا مرحوم کی وفات سے قوم ایک مخلص داعی اور ایک منجھے ہوئے مصنف اور نقاد و انشا پرداز سے محروم ہو گئی ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے سایۂ عاطفت میں جگہ عطا فرمائے اور غریقِ رحمت کرے۔ آمین

مولانا عبد السلام قدوائی ندوی

مولانا عبد السلام قدوائی ندوی جو ہندوستان کے جید عالم تھے، جمعہ کے روز ۲۴ اگست ۱۹۷۹ء